اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقبول فرمایا ہے

صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرۂ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبویؐ صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباس الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

Marfat.com

نام کتاب .... اقتباس الانوار

مترجم .... مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی

.... اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچ صد (۵۰۰)

طباعت .... حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں ؒ نے ابتدائے سلوک میں فصوص الحکم کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا کہ جو شخص یہ کتاب پڑھے گا زندیق (بے دین) ہو جائے گا لیکن انتہائے سلوک کے بعد جب فصوص الحکم کو دیکھا تو فرمایا کہ جو شخص یہ کتاب پڑھے گا، صدیق ہو جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ انتہائی مقام پر پہنچ کر ان حضرات کے باہمی اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ علم جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ علی مرتضےٰ کو تلقین فرمایا تھا، سلسلہ وار آج تک اس قوم میں موجود ہے اور اس کی حقیقت انتہائے سلوک کے وقت منکشف ہو جاتی ہے اور اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

غرضیکہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ نے اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ کے باب ششم، فصل اوّل میں لکھتے ہیں:

"صراطِ مستقیم کے متعلق میری تحقیق مختلف فرقہ جات اور مختلف طریقوں کی چھان بین کا حاصل ہے اور ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے کہ صراطِ مستقیم کو کما حقہٗ پہچان سکے یا فرقہ ناجیہ کو جو صراطِ مستقیم پر ہے، جان سکے۔ میں بچپن سے لے کر آخر عمر تک صراطِ مستقیم کی جستجو میں رہا ہوں۔ جب میں مکتب سے باہر آیا، پندرہ سال کا تھا اور مقصدِ حقیقی کی تلاش دامنگیر تھی۔ جب میری عمر چوبیس برس کی ہوئی تو میں نے احوال و املاک کو تقسیم کر دیا اور زن و فرزند کا بھی حق ادا کر کے تحصیل علوم میں منہمک ہو گیا۔ تحصیلِ علوم کے بعد شیخ ابو طالب مکی کی کتاب قوت القلوب کے مطابق سلوک الی اللہ میں منہمک ہو گیا۔ اس اثناء میں شیطان نے وساوس سے حملہ کیا اور قسم قسم کی باتیں بنا کر پیش کیں لیکن میں نے قوتِ الہام سے سب کو رد کر دیا۔ دوسری بار شیطان نے پھر حملہ کیا اور کہنے لگا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد پیغمبر آئے ہیں، تجھے کیا معلوم اُن میں سے کون متابعت کے لائق ہے۔ اس وجہ سے ہر ایک نبی کی شریعت

اور ریاضت و مجاہدہ مختلف تھا۔ مَیں نے تامل کیا تاکہ غیب سے جواب مل جائے اور معرفت کا دروازہ کھل جائے کہ یکایک ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ شیطان کے وسوسہ اور مکر کی طرف دھیان نہ کرو اور یقین جانو کہ انبیا علیہم السلام کے طریق کا انحصار سات اُولوالعزم حضرات پر ہے۔ یعنی آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، داؤد، عیسےٰ علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اِن میں سے ہر نبی نے حکمِ الٰہی سے اپنی شریعت کی دعوت دی جو اس وقت تھی۔ اَب تیرے لیئے مناسب ہے کہ اس شخص کی متابعت کرے جو آسان تر ہے، جس کی تعلیم مکمل تر اور خوب تر ہے، جس کی عبادات کامل تر اور مختصر تر ہے۔ اور جس کا ثواب زیادہ تر ہے۔ چنانچہ مَیں نے تمام اُمتوں کی تعلیمات پر غور کیا حتّٰی کہ مجھے یہی اُمتِ وسط پسند آئی جسے حق تعالیٰ نے "خیر اُمّت" کے نام سے موسُوم فرمایا ہے۔ اس کے بعد میرا نفس مطیع ہو گیا اور مجھے ازرُوئے مشاہدہ ایمانِ شہودی نصیب ہوا۔

ایک اَور بار شیطان نے حملہ کیا اور دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ فالناجیۃ منہا واحدۃ والباقون فی النار۔ (میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک راہِ نجات پر ہوگا باقی دوزخ میں جائیں گے)۔ اَب یہ حدیث صحیح ہے اور تہتّر فرقوں میں سے ہر فرقہ یہ دعوٰی کرتا ہے کہ وہ ناجی (نجات یافتہ) ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ کونسا فرقہ حق پر ہے تاکہ تو اس کی تعلیمات پر عمل کرے اور عقل و نقل کی رُو سے اس پر انحصار کرے۔ اس دفعہ بھی مَیں نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حق کی طرف رہنمائی فرمائے۔ اس وقت بھی عنایتِ غیبی سے یہ الہام وارد ہوا کہ اس

خیر الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت اختلاف کے باوجود سات بڑے گروہوں میں منقسم ہے۔ یعنی جبریّہ، قدریہ، معتزلہ، مشبّہ، خارجی، رافضی، اہلِ سُنّت وجماعت لہٰذا اس فرقہ کی متابعت کرو جو غلو اور اور تقصیر سے پرہیز کرے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو سوائے اہلِ سُنّت وجماعت، یعنی ان چار ائمہ کرام کی جماعتوں کے باقی تمام کو غلولہ میں مبتلا پایا۔ اور صرف اہلِ سنّت وجماعت کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام کی متابعت اور عقل ونقل کے مُوافق دیکھا۔ چنانچہ میں نے دیگر چھ فرقوں کو نظر انداز کردیا لیکن میں نے دیکھا کہ یہ بھی ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور دوسرے مذہب کے امام کا شکوہ کرتے ہیں۔ چُنانچہ حنفی، شافعی کو بُرا کہتا ہے، شافعی حنفی کو، اگرچہ میرے نزدیک دونوں امام محقّق تھے لیکن اُن کے پیروؤں کو میں نے متعصّب پایا۔ بہرحال ان چار ائمہ کرام کو میں نے آیات واحادیث کا متبع پایا اور ان کی طرف مائل ہوگیا۔ لیکن دل میں ان فرقوں کے باہمی اختلاف اور تعصّب کی خلش ضرور باقی رہی۔ چونکہ ان کا راستہ تمام فرقوں سے صحیح تر تھا، میں نے خیال کیا کہ الوحدة خیر من جلیس السوء (بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے)۔ میں تنہائی میں صبر سے کام لیتا رہا۔ حتّیٰ کہ حق تعالیٰ نے کرمِ لم یزلی سے میرے دل کے حجاب کو دُور کیا اور میں نے عالمِ واقعہ میں اہلِ صفا کی ایک ایسی جماعت کو دیکھا کہ جن کے جان پرور انوار سے دل وجان میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ میں نے اُن کو سلام کیا اور اُنھوں نے بہترین جواب دیا اور اِس فقیر کی اُنھوں نے ازروئے کرم بہت تعظیم فرمائی۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ

لہ غلو یعنی حد سے باہر نکل جانا، مُبالغہ کرنا